احسان الٰہی ظہیر

مدیرِ "الفرقان" ربوہ کے نام

ساقی میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا پھر آ گیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کے

◎

آج سے تقریباً چار ماہ پیشتر جولائی کے اوائل میں کسی دوست سے ربوہ کے ایک مرزائی پرچہ "الفرقان" کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں اس کے مدیر ابو العطاء اللہ دتا جالندہری نے یاوہ گوئی اور کذب بیانی کے طومار باندھے ہوئے تھے۔ اس پر اور مرزائیوں کے دیگر پرچوں کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور کے شمارہ نمبر ۲۴ بابت ۳ جولائی ۱۹۷۰ء میں ایک اداریہ بعنوان "امتِ مرزائیہ اور اہلِ حدیث" رقم کیا جس میں ہم نے لکھا:

"اہلِ حدیث" کا اداریہ

"ربوہ اور لاہور کے چند مرزائی پرچوں نے کچھ عرصہ سے میدان خالی سمجھ کر اہلِ حدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کا اچھا خاصا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں "الفرقان"، لاہور اور "پیغامِ صلح" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ آخر الذکر پرچے پیغامِ صلح کو چھوڑ کر کہ لاہوری مرزائیوں کا ترجمان ہے اور ہم سابق میں دو تین مرتبہ اس کی دریدہ دہنیوں کا اچھی طرح نوٹس لے چکے ہیں۔ پہلے دونوں چیتھڑوں کا انداز متانت و شرافت سے بالکل عاری ہوتا ہے۔

"الفرقان" ربوہ کے مدیر ابو العطاء اللہ دتا جالندہری نے اہلِ حدیث کے خلاف یاوہ گوئی کی ابتداء اس وقت کی جب ہم "الاعتصام" کی ادارت سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ہماری مصروفیات کو دیکھتے ہوئے جھوٹ اور غلط بیانی کا ایک طومار باندھ

دیا اور مزیدار بات کہ باوجود ہفتہ وار "اہل حدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" کے تبادلۃً جاری ہونے کے "الفرقان" دفتر "اہلحدیث" میں ارسال کرنے سے گریز کیا تاکہ ہم ان کے کذب کو آشکار نہ کر سکیں۔

پچھلے دنوں اچانک ہی "الفرقان" کے چند پرچے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو ہم حیران رہ گئے کہ اس اخبار کا مدیر جو ہمارے سامنے بھیگی بلی بنا رہا کرتا تھا۔ ہمارے میدان سے ہٹتے ہی کس طرح شیر بن گیا ہے کہ اسے یہ کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں ہوئی کہ

"اس نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں شیخ الاسلام وکیل المسلمین مولانا ثناء اللہ امرتسری کو "اسلام اور مرزائیت" کے موضوع پر شکست فاش سے دوچار کر دیا تھا اور برصغیر کے ناموَر عالم دین اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اس سے گفتگو کی تاب نہ لا سکے تھے"۔

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی　　حضور اہل بستاں کرے نوا سنجی

حالانکہ یہ وہی مرزائی مناظر ہے کہ جس نے "الاعتصام" کے زمانہ ادارت میں ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت کی تھی اور پھر دوسری بار سامنے آنے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پا سکا اور جس کا تعاقب ہم نے ربوہ کی چار دیواری تک کیا تھا لیکن باوجود للکارنے اور ابھارنے کے اسے گفتگو کی ہمت نہ ہوئی کیا اسے "الاعتصام" کے وہ گیارہ اداریے بھول گئے ہیں جن کا جواب نہ پاتے ہوئے اس نے اپنے آقا ایوب کی بارگاہ میں دہائی دینا شروع کر دی تھی، یا مدیر "المنبر" کے بارہ میں ہماری شہادت پر مدیر الفرقان کے نام ہمارا وہ تازیانہ اسے یاد نہیں رہا جس کی ٹیس وہ مدتوں تک محسوس کرتا رہا۔

اور کیا اس نے یہ بھی فراموش کر دیا ہے کہ جب ہم نے اس کے دفتر ربوہ میں بیٹھ کر اسرائیل اور مرزائیت کے تعلق اور روابط پر اس سے گفتگو کی اور مرزائیت اور اسرائیل دونوں کو مسلمانوں کے خلاف انگریز کی تخلیق اور سازش ثابت کیا تو اس نے اڑی ہوئی رنگت اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بھیگی مسکراہٹ کے ساتھ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث کو جو اس سفر میں راقم الحروف کے ساتھ تھے، کہا تھا کہ احسان حبیب

—— دو دھاری تلوار ہیں اور اس سے بھی پہلے ۱۹۶۴ء میں جب میں مدینہ یونیورسٹی سے رخصت پر گھر آیا تھا اور آپ نے سیالکوٹ کے چند مرزائی لڑکوں کے ذریعہ مجھے ربوہ آنے کی دعوت دی تھی اور جناب جلال الدین شمس کے مکتبہ میں بیٹھ کر صداقت مرزا کے موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے میں نے مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کو پیش کیا تھا اور آپ نے اپنے سامنے ایک نوخیز طالب علم کو دیکھتے ہوئے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دعوئے کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو اور محمدی بیگم کی پیش گوئی کے متعلق ایسی توجیہ پیش کی تھی جسے سن کر حاضرین اور خود جلال الدین شمس بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے تھے تو آپ نے اپنی پیشانی سے پشیمانی کے قطرے پونچھتے ہوئے کہا تھا کہ پیش گوئی کا نبی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں بعد میں پوری ہوئیں تو میں نے جواب دیا تھا کہ جناب محمدی بیگم کی پیش گوئی تو تعلق ہی مرزا کی زندگی سے رکھتی ہے وگرنہ بعد میں شادی قبر مرزا سے ہوگی؟ تو شمس صاحب نے آپ کی مدد کرتے ہوئے کہا تھا کہ نبیوں کی تمام پیش گوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور جب میں نے چیلنج دیا کہ ایسا کہنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو وقت پر پوری نہ ہوئی ہو تو آپ دونوں بغلیں جھانکنے لگے تھے اور پھر آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کے لیے کہا تو میں نے مرزائی معتقدات کا مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہونا ثابت کیا۔ اثنائے گفتگو جب ختم نبوت کا تذکرہ آیا تو آپ نے اسے موضوع بحث بنانے اور مرزائیت پر دلیل ٹھہرانے کے لیے زور دیا میں قصداً اس سے گریز کرتا رہا کیونکہ میں اس موضوع پر ان ہی دنوں ایک مفصل اور مبسوط مقالہ عربی میں تحریر کر چکا تھا اور چاہتا تھا کہ میرے انکار کو اس مسئلہ میں عدم علم پر محمول کرتے ہوئے آپ اور اصرار کریں اور اس بحث کو صدق و کذب مرزا پر فیصلہ کن قرار دیں اور یہی ہوا لیکن چند ہی لمحوں بعد آپ نے محسوس کیا کہ

اس موضوع پر میری گرفت دیگر مواضیع سے کہیں زیادہ مضبوط ہے اور جب میں نے آپ کی حواس باختگی سے اور زیادہ لطف لینے کے لیے آپ کو خبر دی کہ اس موضوع پر میرا ایک مفصل اور مبسوط مقالہ عربی پرچوں میں چھپ چکا ہے تو آپ کی حالت دیدنی تھی آپ فوراً اٹھے اور چھٹکارا پانے کے لیے جلدی سے اسی موضوع پر اپنا ایک رسالہ اپنے دستخطوں سے مجھے دیا کہ جب دونوں طرف سے اس مسئلہ پر تحریریں موجود ہیں تو بحث سے کیا فائدہ اور میرے شدید اصرار پر بھی آپ آمادۂ گفتگو نہ ہوئے اور آپ کا وہ رسالہ آج بھی آپ کی شکست کی یادگار کے طور پر میرے پاس محفوظ ہے۔

اور پھر مجھے سیالکوٹ کے ان مرزائی لڑکوں نے یہ بھی بتلایا کہ جب انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے مناظر ہوکر ایک معمولی طالب علم کو لاجواب نہیں کر سکے جس کے متعلق آپ کا خیال تھا کہ وہ پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ آپ سے گفتگو نہیں کر سکے گا تو آپ نے فرمایا تھا مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس لڑکے کو سمجھنے میں غلطی کی اور اسی وجہ سے کوئی خاص تیاری نہیں کر سکا ورنہ اس کا بات کرنا دوبھر ہو جاتا اور پھر اسی لڑکے نے "الاعتصام" کے صفحات میں آپ کی اور آپ کے متنبی کی اپنی تحریروں سے آپ کے خود ساختہ مذہب کے پرخچے اڑا دیے لیکن ہنوز آپ کی تیاری نہیں ہو سکی اور نہ انشاء اللہ مرتے دم تک ہو سکے گی اور آج آپ بایں بے بضاعتی، بے علمی اور بے مائیگی ایک فریب خوردہ قوم کو اور زیادہ دھوکے میں مبتلا کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ آپ نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ اور مناظر المسلمین مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کو شکست دی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حضرت کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگو اتیلی؟

نہ آپ آئے نہ ہم آئے کہیں سے پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہو گئے آیئے ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری گفتگو کر لیں تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے

رہ گئی بات "لاہور" کی تو اس چیتھڑے نے سوائے ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کے کبھی دلیل و سند سے بات ہی نہیں کی اگر گالی کا جواب گالی میں ہی سننا اس کا شوق ہے تو اسے سن لینا چاہیے کہ ہم امت مرزائیہ کو دائرہ اسلام سے خارج اور سرور کائنات علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذّاب اور دجّال سمجھتے ہیں اور ان کی عبادت گاہیں ہمارے نزدیک مسجد ضرار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں کہ جب بھی اس دیس میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوئی انہیں مسمار کر دیا جائے گا اور اس میں آنے والوں کو اسلام میں واپس لوٹنا پڑے گا یا اسلامی دیس میں ایک الگ اقلیت بن کر رہنا پڑے گا جن کے معابد کو اور تو سب کچھ کہا جا سکے گا، مساجد نہیں کہ یہ نام صرف مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے مختص ہے"۔ ——

اس اداریے کے بعد ہمیں چند مرزائیوں کی جانب سے دھمکی آمیز اور دشنام سے لبریز خطوط کے علاوہ کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ہم نے ان گالیوں اور دھمکیوں کا نوٹس لینا اس لیے گوارہ نہ کیا کہ ایک آبرو باختہ امت سے جن کا راہنما اور مقتدا گالی کے سوا بات ہی نہیں کر سکتا تھا، اس دشنام طرازی کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد اپنی تعلیمی تبلیغی اور دیگر مصروفیات کے باعث میں تقریباً مسلسل تین ماہ تک دفتر سے غیر حاضر اور منقطع سا رہا۔ ہفتہ وار "اہلحدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں میرے رفقاء نباولۂ آنے والے پرچوں کے قابلِ توجہ مضامین پر نشان لگا کر مجھے بھجوا دیتے اور میں ان کے بارہ میں انہیں اپنا مشورہ دے دیتا اور میرے وہ احباب جو میرے طرزِ تحریر کو جانتے پہچانتے ہیں انہیں معلوم ہو گا کہ میں نے "اہلحدیث" میں تو تین ماہ سے کچھ نہیں لکھا البتہ "ترجمان الحدیث" کا مختصر سا اداریہ اور ایک آدھ مضمون ضرور لکھتا رہا۔

اس دوران "الفرقان" کا کوئی پرچہ نہ تو دفتر میں موصول ہوا اور نہ ہی میں اپنی گوناگوں مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے اس کی طرف توجہ دے سکا۔ اس اکتوبر کو دفتر اہلحدیث سے نائب مدیر نے مجھے بتلایا کہ "الفرقان" بابت ماہ ستمبر میں آپ کے خلاف اور جماعت اہلحدیث کے خلاف کافی ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ میں نے پرچہ منگوا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ مرزائیت کا وہی جھگوڑا اور بزدل جسے "خالد احمدیت" کا لقب دیا گیا ہے اور جس کی شکست اور بزدلی کا شاہکار "الاعتصام" میں

ہمارے وہ گیارہ اداریے اور اس کے اپنے نام ایک کھلا خط ہے جن کا جواب اس سے ابھی تک نہیں بن پڑا آج کس طرح لن ترانیاں کر رہا اور دو لتیاں جھاڑ رہا ہے حالانکہ اسے اس کا بھی اعتراف ہے کہ وہ ماضی میں ہمارا جواب دینے سے قطعی طور پر قاصر رہا ہے اور اس کا اظہار اس نے خود الفرقان کے شمارہ جولائی میں بھی کیا ہے جو اس وقت ہمارے پیش نگاہ ہے۔

مدیر "الفرقان" کا جھوٹ اور شکست اور ہماری سچائی اور فتح خود اس کی تحریر سے نمایاں ہے کہ اس نے ان تمام مسائل سے قطع نظر کر کے جن کا ہم نے اپنے اداریہ مذکورہ بالا میں ذکر کیا ہے دو ایسے مسائل زیر بحث لانے کی تجویز رکھی ہے جن کا ذکر کردہ مسائل سے کوئی تعلق نہیں کہ آیت فلما توفیتنی میں توفی کے معنی موت اور قرآن مجید کی آیات میں نسخ پر تحریری گفتگو کر لی جائے۔

گویا کہ وہ اس بات کا کھلم کھلا اقراری ہے کہ:

(۱) اسرائیل اور مرزائیت کا آپس میں گہرا رابطہ اور تعلق ہے۔

(۲) مرزائیت اور اسرائیل دونوں ہی انگریز کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں

(۳) مرزا غلام احمد کی پیش گوئیاں جھوٹی ہیں۔

(۴) محمدی بیگم کے بارہ میں مرزا غلام احمد کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

(۵) مرزائیوں کے معتقدات مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں۔

(۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزا غلام احمد کا دعوئے نبوت جھوٹ ہے۔

وگرنہ جان مرزا کیا کہ سوالات تو سامنے ہوں اور جوابات کے لیے ایسے موضوعات کو تلاش کیا جائے جن سے مقصود سوائے بات کو الجھانے اور اس بہکی ہوئی قوم کو اور زیادہ بہکانے کے اور کچھ نہیں بھلا آیات نسخ وغیرہ سے مرزا غلام احمد کی نبوت کا کیا تعلق ہے؟ کیا مرزا غلام احمد سے پیشتر آیات نسخ کے بارہ میں کسی نے کچھ نہیں کہا؟ اور کیا ان کا آیات نسخ کے بارہ میں وہی کچھ کہنا جو مرزا نے انسے نقل اور سرقہ کر کے کہدیا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی نبی اور رسول تھے؟ وگرنہ ایسی باتوں کو صدق و کذب مرزا کی دلیل ٹھہرانا چہ معنی دارد؟

رہ گئی بات معنی توفی کی تو ابھی تک پوری امت مرزائیہ امام العصر مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی

رحمۃ اللہ علیہ کی معترض ہے کہ آج تک اس کے بڑوں سے لے کر خوردوں تک سے اس کا جواب نہیں بن پڑا کسی کو کہو کہ اس کا جواب لکھے ؟ پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ اس کا قرضہ کیسے اتارا جا سکتا ہے۔ ذرا خود ہی کوشش کر کے دیکھو تو سہی ؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے !

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمارا آج بھی چیلنج ہے آؤ اور مسائل مذکورہ پر ہم سے جہاں تمہارا دل چاہے گفتگو کر لو لاہور آؤ تو چینیانوالی مسجد میں انتظام کے ذمہ دار ہم ہیں۔ ربوہ میں انتظام تم کر لو تو ہم آنے کو تیار ہیں اور اگر ان موضوعات پر آپ کو اپنی شکست تسلیم ہے تو آؤ کسی بھی ایسے موضوع پر گفتگو کر لو جس کو تم منتخب کرو بشرطیکہ اس کا تعلق مرزا غلام احمد کی نبوت اور اس کے صدق و کذب سے ہو تاکہ ہمارا قیمتی وقت صرف ہو تو اس میں کہ آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے متنبی کے جھوٹ کا بھی لوگوں کو علم ہو جائے۔ ہمارے تین جولائی کے الفاظ آج بھی آپ کو للکار رہے ہیں۔

"آپ کی لاف زنی کے دن ختم ہو گئے آئیے ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تحریری یا تقریری گفتگو کر لیں تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے۔"

ہماری اس عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجئے اور آئیے ہم آپ کے منتظر ہیں۔ رہ گئی بات مرزائی لڑکے کے خطوط کی تو ایک جھوٹے مدعی نبوت کی امت کے ایک فرد سے جھوٹ اور افترا کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے۔ نیز ان ایسے لونڈوں کی کیا حیثیت ہے کہ انہیں قابل التفات سمجھا جائے جن کی اپنی تحریریں غلط گوئی ——— اور کذب بیانی کی غمازی کرتی ہیں کہ ایک طرف تو وہ میرے بارہ میں لکھتا ہے کہ :-

"میری گفتگو اور بحث سے بہائیوں کا ایک ایرانی مبلغ جس سے میری فارسی میں بحث ہوئی بوکھلا گیا اور بعد ازاں بہائیت ہی سے تائب ہو گیا۔"

اور دوسری طرف میرے ہی متعلق لکھتا ہے کہ :-

مدیر الفرقان کی عربی میں گفتگو سن کر میں بچوں کی طرح ان کا منہ دیکھ رہا تھا اور
دل ہی دل میں آپ کی علمیت کا اعتراف کر رہا تھا "

حالانکہ جس بھائی مبلغ کی طرف اشارہ ہے اس نے سیالکوٹ کے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور اور ایرانی الاصل والنسل ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور الہیات میں تہران یونیورسٹی سے ایم اے اور بون یونیورسٹی جرمنی سے پی ایچ ڈی تھا اور مزیدار بات کہ اس سے میری بحث مدیر الفرقان سے گفتگو سے بھی تین سال پیشتر ہوئی تھی جب کہ ابھی میری مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں اور میں فارسی کا ایک معمولی طالب علم تھا جب کہ اللہ دتہ جالندھری ایسے بزعم خود علامہ پڑھے گفتگو کے وقت میں نہ صرف یہ کہ علوم عربیہ کی تکمیل کر چکا تھا ـــــ بلکہ مدینہ یونیورسٹی میں بھی دو سال گزار چکا تھا جب کہ میرے مضامین عالم عرب کے ممتاز ترین مجلات وجرائد میں شائع ہوتے تھے اور میری عربی تحریر و تقریر کو خود مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ اور عالم عرب کے نامور ادیب اور خطیب سراہ چکے تھے ۔ ایک ایسی بات جسے شاید مدیر الفرقان بھی کسی کے لیے نہ کہہ سکتا ـــــ رہا علمیت کا اعتراف اور وہ بھی دل ہی دل میں " یہ بات بھی خوب رہی مجھے معلوم نہ تھا کہ ربوہ کے دلیں میں ساتھ ہی ساتھ جو باتیں گزرتی ہیں ۔ مرزا غلام احمد نے وحی و الہام کا دروازہ کیا کھولا کہ غالب کے الفاظ ہیں :

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی !
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

ایک اور بات اسی مرزائی لڑکے نے لکھا کہ :-

" اس وقت تو ہم احسان صاحب کے گھر کے افراد یعنی مسلمان تھے اور اب ہم پر کفر کے فتوے دیتے ہیں "

حالانکہ مرزائیوں کے کفر کے بارہ میں اس وقت بھی میرے ایقان اور ایمان کا عالم یہ تھا کہ پورا دن ربوہ میں رہنے کے باوجود پانی کی ایک بوند اور کھانے کا ایک لقمہ تک منہ میں نہ ڈالا تھا کہ کفار کے برتنوں میں کھانا درست نہیں ۔ کیا مرزائی لڑکے اور خود مدیر الفرقان اس کے خلاف پر حلف اٹھانے کو تیار ہیں کہ میں پورا دن ربوہ میں مجبور کار رہا تھا اور ان دنوں ربوہ میں کوکا کولا وغیرہ مشروبات میسر نہ تھے اور جب مدیر الفرقان نے پیش کش کی کہ وہ میرے لیے ربوہ اسٹیشن سے

جہاں کہ مسلمانوں کی دکانیں ہیں، کچھ کھانے پینے کو منگوا لیتے ہیں تو میں نے شکریہ سے ٹال دیا تھا اس جھوٹ پر یہی کہتا ہوں ۔

خوفِ خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرمِ سرورِ کون و مکاں گئی

"الفرقان" نے "اخبار اہلحدیث کے مدیر کے نام" کے بعد ایک نئے عنوان "مساجد کے لیے خدائی غیرت" کے تحت راقم الحروف کے خلاف پھر یاوہ گوئی اور اپنے خبث باطنی کا طومار باندھا ہے۔

وہ ہم پر "قاتلانہ حملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"مرزائیت کے خلاف لکھنے کی پاداش میں مرزا غلام احمد کا وہ الہام کیسے پورا ہوا کہ انی مھین من اراد اھانتک کہ جس نے تجھے ذلیل کیا اسے میں ذلیل کردوں گا"

اگر مدیر "الفرقان" کا مقصد یہ ہے کہ اس حملہ کا سبب مرزائیت کے خلاف ہمارا قلمی اور لسانی جہاد ہے تو حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے ۔

اور اگر اس کا مطلب ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سزا تھی تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے برعکس یہ قدرت کی طرف سے ایک انعام تھا کہ اس نے ہماری ان حقیر خدمات کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے جو ہم کفر ہر قسم کے کفر (جن میں سرفہرست مرزائیت ہے) کے خلاف سرانجام دے رہے ہیں، اپنے فضل و کرم سے ہمیں محفوظ رکھا تو بات زیادہ درست ہوگی ۔

اور اگر مدیر "الفرقان" کی مراد لاہور کے ایک کمیونسٹ ہفت روزہ کی وہ ہرزہ سرائی ہے جس کا ہر مومن مسلمان اور محب وطن پاکستانی نشانہ بنا ہوا ہے تو شاید شاعرانہ طور پر یہ کہا جا سکے کہ معاملہ بالکل برعکس ہے اور مرزا غلام کا الہام اپنے بارہ میں نہیں بلکہ ہمارے بارہ میں تھا کہ ادھر اس نے ہمارے خلاف بہتان طرازی شروع کی ادھر زنجیریں پہن کر خود رسوا ہو گئے ۔

اور اللہ دتا صاحب! اگر قاتلانہ حملہ باعث ذلت ہوتا تو اس ذات گرامی پر حملہ کی کوشش نہ کی جاتی جس کی چادر نبوت پر انگریزوں کے ایک ذلہ خوار نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی اور جس کے جوتوں پر تم نہیں تمہارے متنبی مرزا غلام احمد ایسے کروڑوں افراد وارے جا سکتے اور قربان کیے

جا سکتے ہیں۔ سید الکونین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک نہیں کئی کوششیں کی گئیں۔ جاؤ سیرت اور سوانح کی کتابوں کو اٹھاؤ۔ تمہیں غلام ہندی سے فرصت کہاں کہ رسول عربی علیہ السلام کی سیرت کے اوراق الٹ سکو۔

رہا معاملہ "الاعتصام" کا تو اس کے بارہ میں اہلحدیث امرتسر کے نامور مدیر شیخ الاسلام حضرت مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پسندیدہ شعر ہی نقل کیے دیتا ہوں

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم

قبلی من اھل الفضل قد حسدوا

اور آؤ پھر اسی پہ مناظرہ کر لو تحریری یا تقریری جیسے تم چاہو اور جہاں تم چاہو کہ ذلیل کون ہوا۔ مرزا غلام احمد اور اس کی اولاد و اخلاف کہ ثناء اللہ اور اس کے ساتھی اور رفیق؟

مرزا کی موت کہاں ہوئی؟ کیسے ہوئی اور کب ہوئی؟ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار نورالدین کیسے مرا اور بشیرالدین کا انجام کیا ہوا اور ہمیں امید ہے کہ لاحق کا انجام بھی سابق سے مختلف نہ ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

مدیر "الفرقان" نے اپنے بغض باطنی اور رذالت طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور کے ایک سوشلسٹ روزنامہ سے ایک خبر بھی نقل کی ہے جس میں مدیر ترجمان الحدیث کے بارہ میں ایک الزام تراشا گیا تھا۔ "الفرقان" نے اس کے نیچے لکھا ہے:

"ہم ان اقتباسات کو بھی تاریخ میں محفوظ کرنے کے لیے شائع کر رہے ہیں"

قارئین صرف اسی سے اندازہ لگالیں کہ امت مرزا اپنے متنبی کی پیروی میں دیانت و امانت سے کس حد تک عاری ہو چکی ہے۔ کیونکہ اسی روزنامہ نے دوسرے دن ہی اس خبر کے جھوٹ اور بے بنیاد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تردید شائع کر دی تھی لیکن مرزائیوں کے اس "تو پے" کی بد دیانتی اور افتراپردازی کو دیکھئے کہ اس نے خبر نقل کرتے ہوئے اس کی تردید کے بارہ میں کچھ کہنے کی زحمت تک گوارہ نہیں کی، حالانکہ اگر اسے تاریخ میں محفوظ کرنے کا اتنا ہی شوق

تھا تو ہم اسے غلام احمد اور اس کی امت کے بیٹوں پوتوں اور ان کی بیویوں کے بارہ میں ایسی ایسی خبریں فراہم کر دیتے جن کی تردید کی جرأت آج تک کسی مرزائی کو نہیں ہو سکی۔ چند خبریں تو آج کی صحبت میں محفوظ کر لیں اور مزے کی بات کہ ایک بھی بیگانے سے نہیں۔

مرزا غلام احمد کا اپنا بیٹا اور مرزائیت کا پکے ازمستاد یہ مرزا بشیر احمد اپنے باپ کے سوانح میں لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے میری والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔" [1]

مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ اپنے باپ کے بارہ میں یوں گوہر افشانی کرتا ہے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔" [2]

اور خود مرزا غلام احمد اپنے بارہ میں یوں خبر دیتے ہیں:

"محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب .... اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان

---

[1] سیرۃ المہدی ج اص ۴۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی۔

[2] مضمون میاں محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء

سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے ۱؎"
اور پلومر کی دوکان سے جب پوچھا گیا کہ ٹانک وائن کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا:

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸/ ہے ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء" ۲؎

اور اگر خبر درج ہی کرنی تھی تو اپنے خلیفہ اول کی کی ہوتی۔ مرزائی اخبار پیغام صلح کا نامہ نگار ایک اشتہار گنجینہ صداقت میں لکھتا ہے:

"کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہٗ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا.......... استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ۔ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔" ۳؎

اب ذرا سینہ تھام کے ان خبروں کو تاریخ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا بندوبست کیجئے جو ان کے خلیفہ ثانی اور مرزا غلام کے بڑے لڑکے کے بارہ میں چھپی اور جن کی تردید کی جرأت نہ آج تک کسی کو ہوئی اور نہ خود مرزا بشیرالدین کو اس کا حوصلہ ہوا اور وہ خبریں ہیں باقاعدہ گواہوں کی ایک فوج کے ساتھ "حضرت خلیفہ مزائیت مرزا بشیرالدین محمود" کے بارہ میں ایک مرزائی خاتون خود اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں:

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا

۱؎ خطوط امام بنام غلام ص ۵
۲؎ منقول از سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر
۳؎ منقول از الفضل قادیان مورخہ ۲۳/ فروری ۱۹۲۲ء

چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جا سکے۔ ایک دن کا ذکر کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی اس وقت میاں صاحب نئے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹکیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر سے چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسے کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی مجھ پر کوئی شک نہ کرے گا۔[1]

---

[1] اخبار مباہلہ بابت جون ۱۹۲۹ منقول از "ربوہ کا مذہبی آمر" مصنفہ راحت ملک برادر خود عبدالرحمٰن

اللہ رے مرزائی صاحب! اگر جذبِ نقل ہی کوئی چیز ہوتی تو یہ کہی ہوتی:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر !!

ذرا اور آگے چلئے اور دیکھئے کہ اس امتِ مرزائیہ کے سربراہ کا کردار کیا ہے جس کی رفاقت و غلامی پہ مدیر "الفرقان" نازاں ہے اور جس کے بخشے ہوئے شیش محلوں میں بیٹھ کر مرزائیت کا یہ بزعمِ خویش اور بر خود غلط "خالد" دوسروں پر پتھر پھینکتا ہے۔

ایک خاندانی مرزائی اور خلیفہ قادیان کے خاندان سے انتہائی قربت رکھنے والا ــــــ نوجوان محمد یوسف لکھتا ہے:

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں، اور اسلام سچا مذہب ہے میں احمدیت کو بھی برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعوے پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس اقرار کے بعد میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں:

میں اپنے علم اور مشاہدہ اور رویتِ عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرزا بشیر الدین کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کے لیے بھی تیار ہوں" [1]

---

[1] محمد یوسف معرفت عبدالقادر تیر محلہ سنگھ جے پلوان روڈ عقب شالیمار ہوٹل کراچی منقول از ربوہ کا مذہبی آمر ص ۱۲۹ مصنفہ راحت ملک قادیانی برادر خورد عبدالرحمٰن خادم مبلغ قادیانی

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی !
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اب ذرا اس پر خود مرزائیوں کی اپنی گواہیاں بھی شمار کر لیجئے اچھا ہوا کہ آپ نے ہمیں توجہ دلا کر ایک اہم بات کو تاریخ کے سینوں میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کرنے کا سامان مہیا کر دیا وگرنہ آج شاید ہی کسی مسلمان کے حافظہ میں یہ بات موجود رہ گئی ہوتی ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

اور: ————————

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

گواہی نمبر ا

شیخ مشتاق احمد قادیانی مرزا محمود کے خبر سنانے اوران کے متعلق گواہی دیتے ہیں:۔

"خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد و لبشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دواگھر کے نام ایک دواخانہ کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی ......" (خاکسار شیخ مشتاق احمد احمدیہ دواگھر قادیان)

گواہی نمبر ۲

ڈاکٹر محمد عبداللہ قادیانی کہتے ہیں :۔

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیادار، بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو، میں حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوں اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیے ہیں تاکہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام"

(ڈاکٹر محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

گواہی نمبر ۳

مستری اللہ بخش قادیانی خلیفۂ قادیان کی پاکبازی کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں:

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیادار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں"　　(مستری اللہ بخش احمدی قادیان)

گواہی نمبر ۴

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:

"مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں"

(بیگم ڈاکٹر عبداللطیف)

گواہی نمبر ۵

خاں عبدالرب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ کے گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے، وہ کہتے ہیں:

"میں شرعی طور پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مدمقابل مباہلہ کے لیے ہر وقت تیار ہوں والسلام (عبدالرب خاں برہم)

گواہی نمبر ۶

عتیق الرحمٰن فاروقی سابق مرزائی مبلغ لکھتے ہیں:۔

"میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں، بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط"

(خاکسار عتیق الرحمٰن فاروقی سابق مبلغ جماعت احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر ۷

علی حسین قادیانی اپنی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے، تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔"

(خاکسار علی حسین قادیانی)

گواہی نمبر ۸

ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن ——— خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ واقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا ہے اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف مؤکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعوے مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور)

گواہی نمبر ۹

مشہور مرزائی مبلغ شیخ عبدالرحمٰن جن کو مرزا محمود اپنے دورۂ انگلستان میں اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا یوں گوہر افشاں ہیں:۔

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے

جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔

(عبدالرحمٰن مصری قادیانی)

گواہی نمبر ۱۰

عبدالمجید قادیانی جو اپنی خدماتِ جلیلہ کی بنا پر خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ کا جنرل سیکرٹری رہ چکا ہے رقمطراز ہے:۔

"قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی۔ قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوتِ بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔"

(احقر العباد عبدالمجید اکبر مکان نمبر ۵ بلاک ڈی ٹیمپل روڈ لاہور)

گواہی نمبر ۱۱

حافظ عبدالسلام مرزائی حلفیہ شہادت دیتا ہے:۔

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو جبار و قہار ہے

جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں :
میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیاں کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے انکی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خانصاحب استاد میاں ناصر احمد)

گواھی نمبر ۱۲

مرزائی غلام حسین کہتا ہے :

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب یعنی مرزا محمود احمد کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔"

(غلام حسین احمدی)

گواھی نمبر ۱۳

مرزا منیر احمد نصیر قادیانی حلفاً کہتا ہے :

"مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بدچلن لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار علنی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول بھی ہیں)

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان

اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لیے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔" (مرزا منیر احمد نصیر قادیانی)

گواہی نمبر ۱۴

شیخ بشیر احمد مصری قادیانی یوں گہر بار ہے:

"میں خداوند تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔" (شیخ بشیر احمد مصری قادیانی)

گواہی نمبر ۱۵

مرزائیوں کی اہم ترین جماعت انجمن انصار احمدیہ قادیان کے سابق صدر فرماتے ہیں:

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ مجھے ان کے خلاف احمدی لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔

ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جراءت نہیں ہوئی سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطعہ استعمال کرنے کے۔

۳۷ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ

کی مجھ پر لعنت ہو" (حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان)

گواہی نمبر ۱۶

اور منیر احمد قادیانی کچھ اور اضافہ کرتے ہیں :۔

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو"

میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔ (منیر احمد قادیانی)

گواہی نمبر ۱۷

محمد عبداللہ مرزائی اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں :۔

"مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کے یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔

"میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں"

(بقلم خود محمد عبداللہ احمدی سیمنٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

گواہی نمبر ۱۸

سمن آباد لاہور کی ایک خاتون سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین کہتی ہیں :۔

"مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے) ان کی دوسری بیوہ چھوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی کہ حضور یہ کیا معاملہ ہے؟

"آپ نے فرمایا کہ قرآن و سنت میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں فقط"

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین سمن آباد لاہور)

گواہی نمبر۱۹

مرزا محمود کا اپنا بیٹا مرزا محمد حنیف اپنے باپ کے بارہ میں کیا نقطہ نگاہ رکھتا ہے۔ مرزائی چوہدری محمد علی جنہوں نے اپنی پوری زندگی مرزائیت کی تبلیغ کے لیے وقف کر رکھی تھی بیان کرتے ہیں" یاد رہے یہی وہ چوہدری محمد علی ہیں جو مرزائی تنظیم خدام الاحمدیہ کے نائب آڈیٹر اور مرزائی حسابات کے شعبہ میں اکاؤنٹنٹ بھی رہ چکے ہیں اور جن کی دیانت کا اعتراف خود مرزا محمود نے بھی کیا:۔

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے۔ اور قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرۂ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ:۔

جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح

اپنی یاد داشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رؤیت علمی پر حلفاً مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور سر دیدہ بینا کے لیے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکونٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے"

(خاکسار چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان لائل پور)

گواہی نمبر ۲۰

مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت تحریک جدید ربوہ۔ مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں مرزائی ہونے کے علاوہ سلسلہ مرزائیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ یہ قادیان میں ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً:

۱۔ قادیان میں مسجد الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔

۲۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ

۳۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ

۴۔ سندھ ویجی ٹیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔

۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے مینجر بھی رہے۔

۱۱۔ محتسب امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا آپ نے دیانت اور امانت کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد۔ جو خلیفہ مرزا محمود احمد کا داماد ہے۔ اس کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیہ ناظرین ہے:۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور صرف اس لیے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں۔ ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۵۷ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم۔ بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں۔ لیکن خاص بات قابلِ ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہوگا تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امۃ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو میں

ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں"

(خاکسار محمد صالح نور واقف زندگی، سابق کارکن۔ وکالت تعلیم
تحریک جدید ربوہ) لہ

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

فی الحال مشتے از خروارے کے طور پر خود مدیر "الفرقان" کے اپنے گھر کی پیش گوئیاں، حلفی گواہیاں اللہ دتا جالندھری اور ان کے حوالیوں موالیوں ــــ کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے وہ انہیں اپنے جرائد و مجلات میں درج کر کے ان کیلئے تاریخ کے سینے میں محفوظ رہنے کا انتظام کر سکے بقیہ پھر کبھی ضرورت ہوئی تو پیش کر دی جائیں گی۔

آخر میں ایک اطالوی حسینہ اور مرزا محمود کے مشہور عالم واقعہ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے مدیر "الفرقان" کے جواب کے منتظر ہیں۔ یہ کہتے ہوئے کہ:

ادھر آ اے دلبر ہنر آزمائیے
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیے!

لاہور میں ایک ہوٹل تھا سسل اس کا نام اور منٹگمری روڈ پر واقع وہاں ایک اطالوی حسینہ مس روزؔ کام و دہن کی لذت کے ساتھ ساتھ قلب و نظر کے سرور کا سامان بھی مہیا کرتی تھی مرزا محمود اس ہوٹل کے ماکولات و مشروبات سے زیادہ کشور اطالیہ کے باغ کی بہاریں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور ایک دن روزنامہ آزاد کے الفاظ میں کیا ہوا

"مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سسل ہوٹل کی منتظمہ کی گمشدگی۔ تلاش کے

لہ منقول از تاریخ محمودیت مصنفہ مظہر ملتانی شائع کردہ "انصار احمدیہ" [illegible]

باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ یکم مارچ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ پانچ سے ۹/۱۲ بجے رات تک ناچ اور اکاونٹ ڈرائیور ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کیے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہوگئے اور پانچ بجے اچھا خاصا مجمع ہوگیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا مگر خلاف توقع رسٹ ڈرائیور شروع ہوا۔ ناچ کا بینڈ بجنا شروع ہوا۔ آخر استفسار پر سسل ہوٹل کے ایک بیرے سے معلوم ہوا کہ رسٹ ڈرائیور کا تمام سامان ملتنظمہ کے کمرے میں ہے اور منتظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود موٹر پر بٹھا کرلے گئے ہیں۔" (نامہ نگار آزاد ۳ مارچ ۱۹۳۴ء)

اس واقعہ کو زمیندار کے مدیر شہیر مولانا ظفر علی خاںؒ نے زمیندار میں یوں رقم کیا۔

اطالوی حسینہ

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار — لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن
پیغمبر جمال تیری چلبلی ادا ! — پروردگار عشق تیرا دل ربا چلن
الجھے ہوئے ہیں دل تیری زلف سیاہ میں — ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سو فتن
پروردہ فسوں ہے تیری آنکھ کا خمار — اور وہ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن
پیمانہ نشاط ہے تیری ساق صندلیں — پیمانہ سرور تیرا مرمری بدن !
رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن اور حجاب — جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن
جب قادیاں پہ تیری نشیلی نظر پڑی — سب نشۂ نبوت ظلی ہوا ہرن
میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا معترف — جادو وہی ہے آج جو ہے قادیان شکن

اطالوی رقاصہ کا الفضل میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہوئے۔ خلیفہ ——— قادیان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی۔ جس میں اس اطالوی لیڈی کے لے جانے کا اعتراف کیا۔ مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی

لہجہ کے لیے لایا تھا۔"   (الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا:

"پس مطلع صاف ہو گیا مگر سوال یہ ہے کہ اطالوی عورت خاصکر ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھائے گی۔ اطالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حروف ڈی اور ٹی (ٹ) بالخصوص ممتاز ہیں۔ دونوں حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں اور پردہ نشین بیویوں پر کیا ہو گا؟

(اہل حدیث امرتسر)

اطالوی حسینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطالوی منتظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے ایک روزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔ دوسرے دن قادیان کی "مقدس سرزمین" میں دیکھی گئی۔ مولانا ظفر علیؒ نے اس پر لکھا:

ہوٹل سسل کی رونق عریاں

عشاق شہر کا ہے زمیندار سے سوال — ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی
اس کے جلو میں جان گئی ایماں کیسا تھا — کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی،
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا — آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی
بن کے خروش حلقۂ زندان لم یزل — لے کر گئی وہ حشر کا ساماں جہاں گئے،
روما سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی — اب کس حریم ناز میں وہ جان جاں گئی
یہ چیستاں سنی تو زمیندار نے کہا — اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیاں گئی

زمیندار ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء

نیز لکھا:

اطالوی حسینہ مس رُوفو!

تمہیں مشی فی النوم کی بھی خبر ہے؟ زمانے کے اسے بے خبر فیل شُوفو!
ملے گا تمہیں یہ سبق قادیاں سے جہاں چل کے سوتے میں آئی ہے رُودفو
دلستاں میں جانا نہیں چاہتے ہو تو پہنچو شبستاں میں اے لبے وٹُوفو!
بہار آرہی ہے خزاں جارہی ہے ہنسو کھل کھلا کر دمشقی شگُوفو!
کرشن اور خورسندہ کیا اس کو سمجھیں تمہیں داد دو اس کی عبد الرؤفو!

جب اوقات موجود ہے قادیاں کی
کہاں مر رہی ہو تلفو اور زو فو!

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء

"الفرقان" ربوہ اور چند دیگر مرزائی پرچوں نے ایک سازش کے ماتحت اہلحدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

اہلحدیث انگریزوں کے ایجنٹ تھے

"انگریزوں کے ایجنٹ کون تھے؟"

اہلحدیث ——— یا ——— مرزائی؟

جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر مدیر اعلیٰ ترجمان الحدیث کے

قلم سے

آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں